جلد ۵۲/۱۷ ۲ شہادت ۱۳۴۲ ہش ۷ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ ۲ اپریل ۱۹۶۳ء نمبر ۷۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ یکم اپریل بوقت ۸ بجے صبح

پرسوں اور کل حضور کی طبیعت عام طور پر اچھی رہی۔ مگر دانت میں درد کی تکلیف ابھی تک چل رہی ہے۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے دلائلِ قاطعہ اور پیہم نشان نمائی کے ذریعہ ثابت کر دکھایا

کہ جملہ مذاہب میں سے صرف اور صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے

یہ انہی دلائلِ قاطعہ اور خدائی نشانوں کی برکت ہے کہ آج اسلام دنیا کے کونے کونے میں غالب آ رہا ہے

ربوہ میں وسیع پیمانے پر جلسۂ یومِ مسیح موعودؑ کا انعقاد۔ علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر

ربوہ یکم اپریل۔ کل مورخہ ۳۱ مارچ کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام یوم مسیح موعود کے سلسلہ میں وسیع پیمانے پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے سلسلہ نے اپنی ایمان افروز تقاریر کے دوران سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت آپ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے قیام نیز احیاء اسلام اور غلبۂ اسلام کے ضمن میں آپ کے عظیم الشان کارناموں پر بہت عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی۔ انہوں نے واضح کیا کہ حضور علیہ السلام نے ایک طرف تو نہایت درجہ محکم اور زبردست دلائل سے دنیا پر اسلام کی صداقت آشکار فرمائی اور دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل کی حیثیت سے اسلام کی تائید میں زندہ نشانات دکھلا کر ثابت کر دکھایا کہ جملہ مذاہب میں سے صرف اور صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ یہ حضور علیہ السلام کے پیش کردہ الٰہی دلائل قاطعہ اور تازہ بتازہ خدائی نشانوں کی برکت ہے کہ آج اسلام دنیا کے کونے کونے میں غالب آ رہا ہے اور ہر خطۂ ارض میں عیسائیت میدان سے پسپا ہو رہی ہے۔ عیسائیت کی یہ پسپائی اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ صلیب ٹوٹ چکی ہے اور ایسی پاش پاش ہوئی ہے کہ اب عیسائی پادریوں کی ہزار کوشش کے باوجود بھی دوبارہ نہیں جڑے گی۔ وفات مسیح کا عقیدہ جسے اس زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے بڑی شد و مد سے پیش فرمایا ہے۔ ایک آہنی گرز کی حیثیت رکھتا ہے جس سے عیسائیت کا محل خود بخود مسمار ہو رہا ہے۔

اس جلسہ کا آغاز محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ شفیق احمد صاحب نے کی۔ ازاں بعد عزیزم مرزا عبدالرشید نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

بعد ازاں صاحب صدر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کے زمانہ کو تکمیل اشاعت کا زمانہ قرار دیا اور اس طرح نوع انسان کی ہدایت کے سلسلہ میں اس کی اہمیت کو واضح فرمایا۔

ازاں بعد سب سے پہلے مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے نے "جماعت احمدیہ کا یوم تاسیس اور دس شرائط بیعت" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے واضح کیا کہ ۲۲ مارچ کا دن ہر سال ہمیں دس شرائط بیعت یاد دلا کر دعوت دیتا ہے کہ ہم سوچیں اور غور کریں کہ آیا ہم ان شرائط بیعت پر پوری طرح عمل پیرا ہیں یا نہیں۔ آپ کے بعد مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کسر صلیب"۔ آپ نے ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کا فریضہ اس شان سے ادا فرمایا کہ آج خود عیسائی عمائدین یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ دنیا میں عیسائیت کا دور دن بدن ٹوٹ رہا ہے۔ اور اس کے بالمقابل اسلام غالب آ رہا ہے۔ آپ نے اس کے ثبوت میں یورپ کے عیسائی علماء اور دیگر نامور شخصیتوں کی تحریرات کے متعدد حوالے بھی پڑھ کر سنائے۔

آپ کے بعد مکرم قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی نے ایک مختصر تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام مہدویت اور مقام مسیحیت پر روشنی ڈالی۔ اور اس طرح آپ کی بعثت کی غرض کو واضح کیا۔ ازاں بعد مکرم قریشی محمد اسلم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی ایک تازہ نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

بعدہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ" کے موضوع پر احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے واضح کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے۔ کہ اس آخری زمانہ میں جبکہ اسلام انتہائی کس مپرسی اور ضعف کی حالت میں تھا آپ نے دلائل قاطعہ اور نشانات الٰہیہ کے ذریعہ ثابت کر دکھایا کہ جملہ مذاہب میں سے صرف اور صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ اس کا پیش کردہ خدا ایک زندہ خدا ہے اس کا رسولؐ ایک زندہ رسول ہے۔ اور اس کی کتاب ایک زندہ کتاب ہے۔ اور اس شان کی زندہ کتاب ہے کہ اس کی زندگی کا ثبوت قیامت تک ملتا چلا جائے گا۔ آخر میں آپ نے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں اپنے عمل سے ہر آن یہ ثابت کر دکھانا چاہیئے۔ کہ ہم ایک زندہ خدا زندہ رسولؐ اور زندہ کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس ایمان کے طفیل خود بھی زندہ ہیں۔

آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس پُر معارف تقریر کے آخری حصہ کا ریکارڈ سنایا گیا۔ جو حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے موقعہ پر ارشاد فرمائی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا ریکارڈ سنکر حاضرین پر ایک عجیب وارفتگی کا عالم طاری ہوا اور وہ حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لیے زیر لب دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔

بعد ازاں صدر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے مختصر صدارتی تقریر میں واضح کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد محمدی نور کی اشاعت تھا چنانچہ یہ غرض اس شان سے پوری ہوئی اور اس وقت سے

(باقی دیکھیں ص ۸ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲؍اپریل ۶۳ء

انگریزی حکومت اور مودودی صاحب

مودودی صاحب کے خیالات کس طرح گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں وہ اس ایک تازہ امر سے واضح ہو سکتا ہے کہ شروع شروع میں جب سیاسی پارٹیوں سے پابندی اٹھائی گئی اور آپ نے "الحیلہ" سے کام لیتے ہوئے اپنی سیاسی پارٹی کے احیاء کا اعلان کیا تو آپ نے بڑے زور شور سے اپنے بیانات میں صدارتی طرز حکومت کی حمایت نہ سہی گوا‌وگی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ مولانا مودودی کی تصریحات کے زیر عنوان ایشیا لکھتا ہے :-

"آئین کے معاملے میں بنیادی سوال دستور کے ڈھانچے (Pattern) کا ہے — یعنی وہ صدارتی ہو یا پارلیمانی لیکن فی نفسہ یہ کوئی اصولی سوال نہیں۔ اسلام اور رائج الوقت جمہوریت دونوں کے نزدیک دونوں نظام برابر حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ آئینی کمیشن کے سوال نامے کے جواب میں علماء و مفکرین نے ڈھانچے کے متعلق جو رائے ظاہر کی تھی وہ یہ تھی کہ اسلام میں دونوں کی گنجائش ہے اصل بات یہ ہے کہ ڈھانچے سے زیادہ اہم اس ڈھانچے کی مشینری اور اس کی تفصیلات ہیں۔ صدارتی نظام ہو یا پارلیمانی، اگر ان میں جمہوریت اور انسانی حقوق کے اصول موجود ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ڈھانچہ کس قسم کا ہے۔"

(ایشیا ۳ ستمبر ۶۲ء صفحہ ۱)

معلوم نہیں اس وقت مودودی صاحب کے دل میں کیا کیا توقعات تھیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ان توقعات کو کسی نہ کسی طرح سخت چوٹ لگی ہے اور اب آپ بڑے زور و شور سے پارلیمنٹری طرز حکومت کی تعریفوں کے پل باندھ رہے ہیں اور اس کے خلاف صدارتی طرز حکومت کو قابل رد بیان فرماتے ہیں۔

جمہوریت پارلیمنٹری ہو یا صدارتی ہم یہاں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے بلکہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اب مودودی صاحب بھی برطانوی جمہوریت کو بہترین جمہوریت بتاتے اور پاکستانی لوگوں کو اس کی تقلید کے لئے اکساتے ہیں۔

چنانچہ موچی دروازہ کی حالیہ تقریر میں پارلیمنٹری جمہوریت کی تعریف میں مندرجہ ذیل الفاظ فرماتے ہیں :-

"ایک جمہوری نظام میں عوام کو ہر گروہ اور پارٹی کے خیالات سننے کی اجازت ہوتی ہے اور پھر ان پارٹیوں کو ارباب اختیار پر نکتہ چینی کا بھی حق حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح عوام پُرامن طریقے سے تمام مسائل و معاملات پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اس طرز حکومت کے ذریعہ ملک کا نظم و نسق چلانے والوں کے لئے کسی قسم کے جابرانہ قانون کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں اپنے مخالفوں کو ڈرانے دھمکانے کے لئے غیر ضروری ہتھکنڈے استعمال کرنے پڑتے ہیں بلکہ جو لوگ جمہوری طرز حکومت پر اعتماد رکھتے ہیں وہ اپنی مخالفت کرنے والوں کی زبان بندی کے تصور کو بھی برا سمجھتے ہیں اور جن ملکوں میں جمہوریت قائم ہوتی ہے وہاں ہمیشہ امن و امان قائم رہتا ہے وہاں نہ تو طاقت کے ذریعہ حکومتوں کا تختہ الٹنے کی کوشش کی جاتی ہے اور نہ خون خرابے ہی کی نوبت آتی ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور اس قسم کے دوسرے ممالک جہاں جمہوری اصولوں پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔ حکومت کا تختہ الٹنے کی کوئی سازش نہیں ہوتی بلکہ وہاں تو اس قسم کے انقلاب کا تصور بھی مشکل ہے۔"

(ایشیا ۹/۳/۶۳ء صفحہ اول)

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی موجودہ حکومتوں کا آپ نے جو نقشہ کھینچا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو :-

"اس طرح کی حکومتوں کے قیام کی متعدد مثالیں ماضی قریب میں مسلم ممالک میں سامنے آتی ہیں۔ ان کا حشر آپ نے دیکھ لیا۔ یہ سب حوادث تھے جنہوں نے اقتدار کی بازی پر نہ صرف اپنا سر بلکہ قوم اور ملک کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ عراق کو دیکھئے وہاں نوری السعید نے جابرانہ قوانین نافذ کئے وہاں انقلاب آیا۔ نوری السعید، شاہ فیصل اور ان کے چچا کی لاشیں سڑکوں پر لٹکا دی گئیں۔ پھر قاسم برسر اقتدار آیا اس نے چار سال تک اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے خون کی ندیاں بہائیں اور ماضی کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے مزید جابرانہ قوانین بنائے۔ آخر کار وہ بھی جوابی انقلاب کا شکار ہوا۔ ترکی میں بھی اسی نوعیت کے خونی انقلابات رونما ہوئے۔ عدنان مندریس اور جلال بایار منتخب ہو کر برسر اقتدار آئے مگر طاقت کے بل پر حکومت کرتے رہے۔ لیکن اچانک فوج نے تختہ الٹ دیا اور ان میں سے ایک کو پھانسی دے دی گئی۔ اور ایک جیل میں سڑ رہا ہے۔"

(ایضاً صفحہ اوّل)

یہ تو مودودی صاحب کی باتیں ہیں اب مودودی صاحب کے محبوب اخبار نویس کی بھی سنئے۔ آپ اردن اور سعودی عرب وغیرہ اسلامی ممالک کے بادشاہوں کو ایک مشورہ پیش کرتے کہ وہ برطانیہ کی طرح اپنے حقوق محفوظ کر کے حکومت عوام کے سپرد کر دیں اور ملک میں برطانوی طرز کی جمہوریت قائم کر دیں۔

مودودی صاحب اور آپ کے حلقہ بگوشوں کے اس قسم کے حوالے اور بھی پیش کئے جا سکتے ہیں جن میں انہوں نے برطانوی طرز حکومت کی تعریفیں کی ہیں اور ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی موجودہ حکومتوں کی مذمت کی ہے۔

برطانیہ کی طرز حکومت میں یہ صفات آج ہی پیدا نہیں ہوئیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اس زمانہ میں برطانیہ نے "آزادیٔ ضمیر" کے اصول کی پابندی کا معیار دکھایا ہے اس کی نظیر دوسری یورپین اقوام میں بھی موجود نہیں ہیں۔ ہالینڈ۔ بلجیم اور فرانس وغیرہ یورپین اقوام نے جمہوریت کے دعویدار ہوتے ہوئے اپنی نوآبادیات پر جس طرح ظلم و ستم توڑے ہیں تاریخ ہمیشہ ان سے خوں چکاں رہے گی۔

مودودی صاحب اور ان کے شاگردوں نے برطانیہ کی طرز حکومت کی اس طرح تعریف کر کے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ حضرت سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو انگریز سے تعاون کا اقدام آج سے ڈیڑھ صدی پہلے فرمایا تھا آپ اس میں حق بجانب تھے۔ اور بعد میں سر سید احمد خاں مرحوم اور خاص طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے برطانوی حکومت کے متعلق تعاون اور صلح و آشتی کا جو ہاتھ بڑھایا تھا صحیح تھا مگر یہ امر کس قدر عبرت ناک ہے کہ یہی لوگ جو اپنی رائے میں برطانوی حکومت کو اب بہترین سمجھتے ہیں اور ان کی تقلید کا مشورہ مسلمانوں کو دیتے ہیں مسیح موعود علیہ السلام کے تعاون کو جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیزی کے لئے استعمال کرتے ہیں کیا یہ معجزہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود انہی لوگوں کی زبان سے برطانوی نظام حکومت کی تعریفیں کروائی ہیں کیا اس سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کی کہ

اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ

وَاِنّی مُعِینٌ مَن اَرَادَ اِعَانَتَکَ

کی صداقت پر شہادت قائم نہیں ہوتی؟

چندہ تعمیر دفتر وقفِ جدید جلد ارسال فرماویں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سال ششم کے پیغام میں برادران جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"بغیر دفتر کے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس سال وقفِ جدید کا دفتر بھی بنے گا۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور کام میں برکت دے۔ آمین"

حضور کے اس ارشاد پر جماعت کے متمول اور صاحب استطاعت احباب کو ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ تحریک کی گئی ہے۔ لیکن اب تک وصولی کی رفتار اس قدر کمزور ہے کہ اخراجات کا ایک قلیل حصہ بھی پورا نہیں ہو رہا۔ اس لئے گذارش ہے کہ آپ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اس کار خیر میں حصہ لیں اور چندہ جلد روانہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین +

(ناظم مال وقف جدید)

تقریر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء

قرآن مجید کے فضائل

(۴)

نویں فضیلت

قرآن مجید کو ایک امتیازی فضیلت یہ حاصل ہے کہ اس کو پیش کرنے والے رسول نے اسے اپنی زندگی میں عملی شکل میں پیش کیا ہے۔ شریعت اور قانون تو احکام کا مجموعہ ہے۔ اگر اس کے ساتھ عملی نمونہ موجود نہ ہو تو یہ ادھوری بات رہتی ہے۔ کیونکہ انسان علمی زندگی کے علاوہ عملی زندگی کا بھی محتاج ہے۔ قرآن مجید کے علاوہ دوسری کسی کتاب کو یہ خوبی حاصل نہیں کہ شریعت پیش کرنے والے نے اپنی زندگی میں اس قانون کو پوری طرح عمل کر کے دکھا دیا ہو۔ تورات کے حکمرانی کے تمام احکام بغیر موسوی نمونہ کے ہیں۔ کیونکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اپنی زندگی میں اقتدار حاصل نہ ہو سکا۔ حضرت مسیح نے بلاشبہ عفو و درگذر کی تعلیم دی ہے۔ مگر عفو و درگذر کے لئے جس قوت شوکت اور غلبہ کی ضرورت ہوتی ہے وہ آپ کو کبھی نصیب نہ ہوا۔ انجیل میں لکھا ہے:۔

"لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں"۔
(متی ۸/۲)

دیگر احکام شرعیہ کا بھی یہی حال ہے۔ مثلاً شادی اور شادی سے پیدا ہونے والے تمام معاملات میں حضرت مسیحؑ نے عیسائیوں کے لئے کوئی نمونہ پیش نہیں کیا۔ یہ فخر صرف قرآن مجید کو حاصل ہے کہ اسے اسوۂ حسنہ حاصل ہے اور اسے پیش کرنے والے رسول اعظم کی زندگی قرآن مجید کی ایسی عملی تصویر ہے۔ کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے بے ساختہ فرمایا

کان خلقہ القرآن
(البخاری)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن مجید کی عملی تصویر تھے

قرآن مجید خود فرماتا ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن مجید کا عملی نمونہ موجود ہے۔

ہمارے سید و مولےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی ایک تو تاریخی زندگی ہے۔ دوسرے انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہے۔ یتیمی سے لے کر شہنشاہیت کے سب ادوار پر مشتمل ہے۔ غربت و امارت کے دونوں دوروں میں محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی بسر کر کے بتلایا کہ خدا کے نبی یوں زندگی بسر کرتے ہیں۔ دشمنوں کے نرغہ میں آنے کے باوجود، دوستوں کے جھرمٹ میں ہونے کے باوجود آپ نے ثابت کیا کہ خدا تعالےٰ پر توکل اور اس سے محبت کو کس طرح سب چیزوں پر مقدم رکھا جاتا ہے۔ امن کے ایام میں عدل و انصاف کس طرح قائم کیا جاتا ہے اور جنگوں میں کس طرح ضابطۂ اخلاق کی پابندی کی جاتی ہے۔ معاملات میں ساتھیوں سے کس طرح پیش آنا چاہیئے۔ حقوق کی ادائیگی میں، خدا کے احکام کی تنفیذ میں اپنے اور بیگانے میں کس طرح مساوات قائم کی جاتی ہے۔ بیویوں سے کس طرح حسن سلوک کیا جاتا ہے۔ بچوں سے کس طرح محبت و پیار ہونا چاہیئے۔ بچوں کی کس طرح دلداری کرنی چاہیئے۔ ہمسایہ، پڑوسی، قارض، مقروض، زیردست، بالادست، غرض ہر قسم کے لوگوں سے سلوک اور معاملہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو موقعہ ملا۔ اور آپ نے ہر موقعہ پر بہترین نمونہ قائم فرمایا عفو اور درگذر کی منہ سے تعلیم دینا بہت آسان ہے۔ مگر جب ہزاروں خونی دشمن قبضۂ اقتدار میں آ جائیں۔ اور ان کی زندگی و موت انسان کی ایک جنبش پر موقوف ہو تو ایسے وقت میں

لاتثریب علیکم الیوم
یغفر اللہ لکم

کا اعلان کر کے سب کو کلیۃً معاف کر دینا صرف حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ یہ خود ایک مفصل مضمون ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو یہ فضیلت حاصل ہے۔ کہ اس کے ساتھ ایک کامل پریکٹیکل نمونہ موجود ہے۔ اسی کا اثر تھا کہ عرب ایسی جاہل اور اجڈ قوم چند سالوں میں کیا سے کیا ہو گئی۔ وہ جو گوبر کی طرح تھے سونے کی ڈلیوں کی طرح چمکنے لگ گئے۔ وہ زمینی تھے قرآن مجید نے ان کو آسمانی بنا دیا ان کی کایا پلٹ دی۔ یہ ساری برکت اس لئے تھی۔ کیونکہ قرآن مجید کی پاک تعلیمات کے ساتھ ساتھ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عملی روحانیت نے بھی غیر معمولی کام کیا۔ جو کسی اور جگہ میسر نہیں آیا۔ پس یہ قرآن مجید کی نویں فضیلت ہے کہ اپنے احکام کا کامل اور جامع نمونہ بھی پیش کرتا ہے۔

دسویں فضیلت

قرآن مجید کی ایک دائمی فضیلت یہ ہے کہ جس طرح اس کی پیشگوئیاں ہر زمانہ میں پوری ہو کر زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کرتی ہیں اسی طرح قرآن مجید کی پیروی کرنے والے ہمیشہ روح القدس کی برکات سے نوازے جاتے ہیں۔ گویا قرآن مجید وہ درخت ہے جسے ہر زمانہ میں تازہ اور شیریں پھل لگتے ہیں۔ خود اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی شان میں فرمایا ہے

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔

قرآن مجید کی پیشگوئیاں خود ایک بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ معروف پیشگوئیوں کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے کہ

"قرآن شریف کی ایک معجزانہ خوبی یہ ہے کہ جس قدر اس نے قصّے بیان کئے ہیں درحقیقت وہ تمام پیشگوئیاں ہیں جن کی طرف جابجا اشارہ بھی کیا ہے"۔
(چشمۂ معرفت حاشیہ ۲۵۱)

باقی رہا قرآن مجید کی روحانی تاثیرات کا تذکرہ تو خود فرماتا ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون

کہ جو لوگ پورے صدق سے اللہ پر ایمان لاتے اور اس کی راہ میں استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ان پر آسمانی فرشتے اترتے ہیں اور انہیں بشارت دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تم کسی قسم کا خوف اور حزن نہ کرو۔ دوسری جگہ فرمایا۔

لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔

کہ قرآن مجید کے متبعین کو دنیا و آخرت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے بشارات ملتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"روح القدس کی تائید جو مومن کے شامل حال ہوتی ہے۔ وہ محض خدا تعالےٰ کا انعام ہوتا ہے جو ان کو ملتا ہے۔ جو سچے دل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں وہ کسی مجاہدہ سے نہیں ملتا محض ایمان سے ملتا ہے۔ اور مفت ملتا ہے۔ صرف یہ شرط ہے کہ ایسا شخص ایمان میں صادق ہو، اور قدم میں استوار، اور امتحان کے وقت صابر ہو"۔
(ضمیمہ چشمۂ معرفت ص۵۸)

قرآن مجید کی روحانی نعمتیں شروع سے جاری ہیں اور جب تک یہ زمین و آسمان موجود ہے جاری رہیں گی۔ اور قرآن پاک کے سچے متبعین آسمانی نوروں سے منور کئے جاتے ہیں اور ہمیشہ کئے جاتے رہیں گے۔ ایسے روحانی لوگ ہمیشہ گواہی دیتے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ مامور ربانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں گواہی دی ہے کہ:۔

"میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا۔ مگر میں ابتدائی زمانہ ہی سے اس بات کا گواہ ہوں کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے"۔
(چشمۂ معرفت ص۳)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"میں بنی نوع انسان پر ظلم کروں گا اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں۔ اور وہ مرتبہ مکالمہ و مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی کو قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں

ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں۔ میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے۔ وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہوجاتے ہیں۔ وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہوجاتا ہے خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کرچکا ہوں جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی. اور حجاب کس دوا سے اٹھے گا۔ میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کرلیتا ہے اور یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹۴-۱۹۵)

پھر آپ نے اپنے پیروؤں کو تلقین کی کہ:-

"قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔"

(کشتی نوح)

پھر فرمایا ؎

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

پس قرآن مجید کی دسویں فضیلت یہ ہے کہ اس کی روحانی تاثیرات ہمیشہ کے لئے جاری ہیں۔ یہ روحانیت کا وہ چمن ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ اور اس باغ میں ہر زمانہ میں تازہ اور لذیذ پھل آتے ہیں اور ہمیشہ آتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے دین کے سچے عاشق اور خادم بنائے اور قرآنی انوار سے ہمارے سینوں کو منور کردے اور ساری دنیا قرآن کے جھنڈے تلے جمع ہوجائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ الفاظ میں کہتا ہوں:-

"اے قادر خدا! تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہوجائے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۸۷)

قرآنی فضائل کے سلسلہ میں آخر میں ایک ضروری تاکیدی ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پڑھ کر تقریر کو ختم کرتا ہوں حضور فرماتے ہیں:-

"یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹالی ہے اور دوسری طرف چلے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی۔ اب جماعت احمدیہ کو اسکی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے اور ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہیئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ اگر کسی شخص کو اس کے دوست کا کوئی خط آجائے تو جب تک وہ اسے پڑھ نہ لے اسے چین نہیں آتا۔ اور اگر خود پڑھا ہوا نہ ہو تو یکے بعد دیگرے دو تین آدمیوں سے پڑھائے گا۔ تب اسے یقین آئے گا کہ پڑھنے والے نے صحیح پڑھا ہے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خط آئے اور اس کی طرف توجہ نہ کی جائے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غرباء قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور امراء اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ جو شخص دنیاوی لحاظ سے کوئی علم رکھتا ہے یا امیر ہے تو اس کے لئے قرآن کریم کے پڑھنے کے مواقع میسر آسکتے ہیں میرے نزدیک ایسے لوگ جو کہ تعلیمیافتہ ہیں مثلاً ڈاکٹر ہیں، وکیل ہیں، بیرسٹر ہیں، انجنیئر ہیں، وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مجرم ہیں۔ کیونکہ وہ اگر قرآن کریم پڑھنا چاہتے تو بہت آسانی سے اور بہت جلدی پڑھ سکتے تھے۔ پس ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ گنہگار ہیں۔ دوسرے لوگوں کے متعلق تو یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ان کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا لیکن ان لوگوں کے دماغ تو روشن تھے اور حافظہ کام کرتا تھا۔ تبھی تو انہوں نے ایسے علوم سیکھ لئے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہیں دنیوی علوم کے لئے تو وقت اور حافظہ مل گیا لیکن میرے کلام کو سمجھنے کے لئے تمہارے پاس وقت نہ تھا اور نہ ہی تمہارے پاس حافظہ تھا۔ ایک غریب آدمی کو تو دن میں دس بارہ گھنٹے اپنے پیٹ کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور ایک امیر آدمی یا ایک وکیل یا ایک بیرسٹر یا ایک ڈاکٹر جن کو چند گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے ان کے لئے قرآن کریم پڑھنا کیا مشکل ہے۔ یہ سب سستی اور غفلت کی علامت ہے۔ اگر انسان کوشش کرے تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کے لئے رستہ آسان کردیتا ہے۔ دوسری دنیا تو پہلے ہی دنیا کمانے میں منہمک ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی۔ اگر ہماری جماعت بھی اسی طرح کرے تو کتنے افسوس کی بات ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا علم و ہنر اور دوسری ایجادوں میں تو ترقی کرتی جارہی ہے لیکن چونکہ قرآن کریم سے دور جارہی ہے اس لئے وہی چیزیں اس پر تباہی اور بربادی لارہی ہیں۔ جبتک لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو نہیں اپنائیں گے۔ جب تک قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں مانیں گے اس وقت تک چین کا سانس نہیں لے سکتے یہی دنیا کا مداوا ہے۔ ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہیئے کہ دنیا قرآن کریم کی خوبیوں سے واقف ہو۔ اور قرآن کریم کی تعلیم لوگوں کے سامنے بار بار آتی رہے تاکہ دنیا اس امن کے سایہ تلے آکر امن حاصل کرے۔"

(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ضروری اعلان

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول کے سالانہ نتائج کا اعلان کردیا گیا ہے۔ نرسری کے علاوہ باقی کلاسز میں بھی داخلہ شروع ہے۔ لڑکوں کے لئے پانچویں تک اور لڑکیوں کیلئے آٹھویں کلاس تک کا انتظام ہے۔ خواہش مند احباب سکول ہذا کی خدمات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے بچوں کو داخل کریں۔

نوٹ:- فارم داخلہ دفتر سکول ہذا سے مل سکتے ہیں نیز اطلاعاً عرض ہے کہ فی الحال سکول میں بورڈنگ کا انتظام نہیں۔ (ہیڈ مسٹرس)

اولاد کی تربیت

- اولاد کی تربیت ایک بڑا اہم اور ضروری فریضہ ہے اور تربیت کے لئے دینی واقفیت کی ضرورت ہے۔
- آپ الفضل ایسے دینی اخبار کے خطبہ نمبر یا روزانہ پرچہ کو جاری کرا کر اپنی اولاد کی صحیح تربیت کا ایک مستقل سامان کرسکتے ہیں۔

(مینجر الفضل ربوہ)

جماعت احمدیہ کی چوالیسویں مجلس مشاورت کی مختصر روئداد

ستاون لاکھ ستائیس ہزار روپیہ پر مشتمل صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید کے میزانیوں کی منظوری

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا اختتامی خطاب

مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۶۳ء کو جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کا جو آخری اجلاس منعقد ہوا۔ اس کے ایک حصہ کی روئداد الفضل کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ بقیہ روئداد درج ذیل کی جاتی ہے

رپورٹ سب کمیٹی بیت المال

سب کمیٹی اصلاح و ارشاد و امور عامہ کی سفارشات پر غور کرنے کے بعد صدر محترم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے ارشاد پر سب کمیٹی بیت المال (بجٹ) کی رپورٹ اس سب کمیٹی کے صدر محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب نے پیش فرمائی۔

سب کمیٹی بیت المال نے ایجنڈے کی تجاویز ۸ و ۹ کے متعلق جو موصیوں کی جائداد کی آمد سے متعلق تھیں یہ سفارش کی تھی کہ موجودہ طریق ہی جاری رکھا جائے۔ اس میں کوئی تبدیلی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ نمائندگان نے بھی اس سفارش کے ساتھ اتفاق کیا۔ تجویز ۹ کا تعلق مشرقی پاکستان کی صوبائی انجمن احمدیہ کی گرانٹ سے تھا۔ اس تجویز کے سلسلے میں بھی سب کمیٹی کی سفارش اور مشرقی پاکستان کے نمائندگان کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ موجودہ طریق میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد ایجنڈے کی تجویز ۱۲ الف پر غور کیا گیا یہ تجویز لاہور میں احمدیہ ہوسٹل کے قیام سے متعلق تھی اس پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ صدر انجمن احمدیہ یکم مئی ۱۹۶۴ء تک لاہور میں احمدیہ ہوسٹل قائم کرنے کا انتظام کرے۔ مفصل فیصلہ حضور ایدہ اللہ کی منظوری کے بعد علیحدہ شائع کر دیا جائے گا۔

میزانیہ صدر انجمن احمدیہ

اس کے بعد صدر انجمن احمدیہ کا میزانیہ آمد و خرچ بابت ۶۴-۱۹۶۳ء زیر غور آیا اور بجٹ پر عام بحث شروع ہوئی اس بحث میں مندرجہ ذیل اصحاب نے حصہ لیا۔ شیخ محمود الحسن صاحب ڈھاکہ۔ سید حضرت اللہ پاشا صاحب لاہور۔ چوہدری عبدالمجید صاحب کراچی۔ شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ۔ چوہدری انور حسین صاحب شیخوپورہ۔ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب صدیقی میرپور خاص۔ مولوی غلام باری صاحب سیف نمائندہ لجنہ۔ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ربوہ۔ ملک کرم الٰہی صاحب کوئٹہ۔ صوفی رحیم بخش صاحب راولپنڈی۔

مرکزی نمائندگان میں سے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ناظر زراعت اور مکرم میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال نے اس بحث میں حصہ لیا اور ضروری امور کی وضاحت فرمائی۔ وقتاً فوقتاً حضرت صدر محترم مدظلہ العالی نے بھی ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے بجٹ کے خاتمہ پر مرکزی نمائندگان کو ہدایت فرمائی کہ نمائندگان نے اپنی تقاریر میں جو مفید اور قابل عمل تجاویز بیان کی ہیں۔ انہیں نوٹ کر لیا جائے اور حالات کے مطابق ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ آپ نے مکرم ناظر صاحب بیت المال کی اس تحریک سے اتفاق فرمایا کہ احباب جماعت کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دیرینہ خواہش کو پورا کرتے ہوئے صدر انجمن احمدیہ کے چندہ کا بجٹ جلد سے جلد پچیس لاکھ روپیہ تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا اگر نادہندوں سے چندہ وصول کرنے اور با شرح چندہ نہ دینے والے احباب سے شرح کے مطابق چندہ وصول کرنے کی مسلسل طور پر اور منظم رنگ میں کوشش کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ حضور کی اس خواہش کو ہم پورا نہ کر سکیں۔

بالآخر رائے شماری کی گئی اور نمائندگان نے متفقہ طور پر ۲۶,۰۰,۸۷۵,۸ روپیہ پر مشتمل میزانیہ آمد و خرچ صدر انجمن احمدیہ منظور کرنے کی سفارش کی۔

سب کمیٹی تحریک جدید کی رپورٹ

صدر انجمن احمدیہ کے میزانیہ کی منظوری کے بعد مکرم حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال نے تحریک جدید کی سب کمیٹی کی رپورٹ بحیثیت سیکرٹری سب کمیٹی پیش فرمائی۔ اس سب کمیٹی نے تحریک جدید کے میزانیہ ۶۴-۱۹۶۳ء کے متعلق سفارشات پیش کی تھیں۔ ان سفارشات میں دیگر امور کے علاوہ اس امر پر افسوس کا اظہار کیا گیا تھا کہ چندہ تحریک جدید کے دفتر اول کی نسبت دفتر دوم میں بہت کمی ہے۔ اس کمی کو دور کرنے کے لئے سب کمیٹی نے بعض نہایت مفید تجاویز بھی پیش کیں۔ جن کی تفصیل بعد میں شائع کر دی جائیگی۔

اس موقعہ پر صدر محترم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے چندہ تحریک جدید کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض مخلص کہلانے والے دوست بھی تحریک جدید کا چندہ دینے میں سستی دکھلاتے ہیں حالانکہ یہ چندہ موجودہ زمانہ میں بڑی بھاری اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے ذریعے سے اکناف عالم میں تبلیغ اسلام ہوتی ہے اور یہ تبلیغ جماعت کے لئے بھی بڑی نیک نامی کا موجب بنتی ہے نوجوانوں کو اور بالخصوص خدام الاحمدیہ کی مجالس کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر دوم کا کام خدام الاحمدیہ کے سپرد ہی فرمایا تھا انہیں ہمت کوشش اور غیرت سے کام لینا چاہیئے اور اس کمی کو جلد سے جلد پورا کرنے کی سعی کرنا چاہیئے جو دفتر اول کے مقابلہ میں دفتر دوم میں چلی آتی ہے۔

ایک نہایت اہم عہد

اس موقعہ پر حضرت میاں صاحب مدظلہ نے مجالس خدام الاحمدیہ کے قائدین اور دیگر عہدداران تحریک جدید کو جو بطور نمائندہ مشاورت میں شریک تھے کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا۔ جب وہ کھڑے ہو گئے تو آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آپ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر صمیم قلب کے ساتھ یہ وعدہ کریں کہ آپ تحریک جدید کے دفتر دوم کے چندہ کو اوپر اٹھانے بڑھانے اور بڑھاتے چلے جانے کی کوشش کریں گے اور یہ کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ کیا آپ یہ وعدہ کرتے ہیں؟"

اس پر تمام اصحاب نے نہایت اخلاص اور جوش کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ وہ دفتر دوم کے چندہ کو بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کرینگے

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی موثر تقریر

سب کمیٹی تحریک جدید کی سفارشات پیش ہونے کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ نے تحریک جدید کی خوشکن مساعی کو نہایت عمدگی کے ساتھ اعداد و شمار کی روشنی میں پیش کیا اور بتایا کہ کس طرح اس کے ذریعے سے اکناف عالم میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہمارے مبلغین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں بیرونی ممالک میں مساجد تعمیر ہو رہی ہیں تعلیمی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ کتب۔ پمفلٹ اور اخبارات و رسائل کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہو رہی ہے اسی طرح دنیا کی بہت سی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ۔

بجٹ پر عام بحث اور منظوری

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی اس نہایت موثر تقریر کے بعد حضرت میاں صاحب مدظلہ کے ارشاد پر سب کمیٹی تحریک جدید کے صدر مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لائلپور سٹیج پر تشریف لائے اور اپنے مختصر طور پر سب کمیٹی کی سفارشات کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں بجٹ پر عام بحث شروع ہوئی جس میں مکرم چوہدری عصمت اللہ صاحب۔ حضرت اللہ پاشا صاحب لاہور۔ چوہدری عبدالمجید صاحب کراچی۔ شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ۔ صوفی رحیم بخش صاحب راولپنڈی۔ خان شمس الدین خان صاحب پشاور۔ ملک کرم الٰہی صاحب ایڈووکیٹ کوئٹہ۔ چوہدری غلام احمد صاحب۔ سید سہیل احمد صاحب مشرقی پاکستان۔ چوہدری عبدالعزیز صاحب ربوہ۔ سید محمود احمد صاحب ناصر ربوہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے حصہ لیا۔ آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے بعض ضروری امور کی وضاحت فرمائی جس کے بعد رائے شماری ہوئی اور نمائندگان نے متفقہ طور پر تحریک جدید کا میزانیہ سال ۶۴-۱۹۶۳ء جو کہ ۳۰,۸۰,۳۰۰ روپے آمد و خرچ پر مشتمل تھا منظور کر لیا۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے میزانیوں کی مجموعی رقم ۵۷,۲۷,۰۰۰ روپیہ ہے جسے مجلس مشاورت نے منظور کرنے کی سفارش کی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق رپورٹ

تحریک جدید کے بجٹ کی منظوری کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے معالج خصوصی محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے حضور ایدہ اللہ کی صحت کے بارے میں اپنا ایک مختصر نوٹ پڑھ کر سنایا جس میں حضور کی صحت اور علاج کے بارے میں ضروری کوائف بیان کئے گئے تھے اور آخر میں حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد مندانہ دعاؤں کے سلسلہ کو جاری رکھنے کی غرض سے تحریک کی گئی تھی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا اختتامی خطاب

بالآخر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نمائندگان سے اختتامی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اب شوریٰ کی کارروائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم ہوتی ہے۔ نمائندگان نے جو مفید مشورے دیئے ہیں امید ہے کہ انشاء اللہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ میں نمائندگان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں اور نئی زندگی اور تازہ روح کے ساتھ واپس جائیں۔ ان دنوں میں ہم نے جو وقت مشاورت پر خرچ کیا ہے وہ حقیقت یہ سب ذکر الٰہی میں داخل ہے کیونکہ ہم نے اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے ہی یہ وقت صرف کیا ہے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ہوشیار ہو کر اپنی زندگیاں گذاریں۔ حالات پر گہری نظر رکھیں اور جماعت کے خلاف پیدا ہونے والے فتنوں کا سدباب کرنے کے لئے مناسب اور بروقت تدابیر اختیار کریں۔ حکام کو بھی پُرامن طور پر حالات سے مطلع کرتے رہیں۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

وصیت کی عظیم الشان اہمیت و عظمت

غلبہ اسلام کا مستقبل آسمانی منصوبہ

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ

(۱)

غلبہ اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احیاء دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے تھے۔ آپ نے اس مبارک نصب العین کے پیش نظر ہر اس مذہب و تحریک کا علمی مقابلہ کیا جس نے اسلام۔ قرآن اور سرور کائنات۔ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و مخاصمت کی چنانچہ آپ نے اپنی عظیم الشان علمی و فکری تصانیف میں دلائل نیرّہ اور براہین ساطعہ کا وہ اسلحہ جمع کیا ہے جو اسلام کے مقابلہ میں ہر مخالف و معاند مذہب کو معاذ منشور کرنے میں حجت تامہ رکھتا ہے۔ آپ کی کتب وہ خزائن ہیں جو پہلے مدفون تھے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھا کہ اس وقت جبکہ دنیا میں مختلف اکتشافات اور ایجادات کا دور دورہ ہوگا الحاد اور دہریت کی اشاعت ہوگی اس وقت امام الزمان اپنے روحانی خزائن سے دنیا کو مالا مال کرے گا اور غلبہ اسلام کے لئے دنیا میں وسیع نظام قائم کرے گا۔ اپنوں اور غیروں نے آپ کے اس عظیم کارنامہ کا ذکر واضح الفاظ میں کرتے ہوئے آپ کو ذیل کے الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

"ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جبکہ وہ اپنا فرض پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

جو عظیم الشان کام آپ کے سپرد کیا گیا تھا خدا تعالیٰ نے اس کی تکمیل کیلئے آپ کو مخلصین اور فدائی اصحاب و احباب کی جماعت بھی عطا فرمائی۔ جنہوں نے اپنے تن من اور دھن کو آپ پر قربان کر دیا۔

(۲)

۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کے متعلق متواتر الہامات ہونے شروع ہوئے اور اس بارہ میں خدا تعالیٰ کی وحی اس تواتر سے ہوئی کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔"

چنانچہ آپ نے ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو ایک نہایت ہی اہم اور پرشوکت تصنیف "الوصیۃ" شائع فرمائی۔ اس کتاب میں حضور اقدس نے اپنی وفات کے متعلق الہامات اور وحی درج فرماتے ہوئے جماعت کے جملہ افراد کو مواعظ اور نصائح فرمائی ہیں۔ اتفاق۔ اتحاد کی تلقین کرتے ہوئے اخلاق تقویٰ اور دعاؤں پر زور دیا۔ قدرت ثانیہ کے قیام کی بشارت دی۔ اس میں حضور نے اپنے ایک دیرینہ کشف کے مطابق ایک قبرستان بنانے کی تجویز فرمائی۔ جس کا نام بہشتی مقبرہ دکھایا گیا تھا۔ وہ کشف یہ ہے:۔

"مجھے ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تو ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام "بہشتی مقبرہ" رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

(۳)

دسواں حصہ

بعض حالات اور مالی مشکلات کی بناء پر اس قبرستان کی تجویز معرض التواء میں رہی اور عملی طور پر اس کشف کی تکمیل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی وفات پر ہوئی اور حضور نے اس قبرستان کا انتظام فرمایا ۱۹۰۵ء کے اختتام پر کثرت اور تواتر سے حضور کو اپنی وفات کے متعلق وحی الٰہی شروع ہوگئی تھی اس لئے اس قبرستان کو تاریخی اہمیت دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے اس میں دفن ہونے والوں کے لئے اس قسم کی شرائط اور پابندیاں عائد کر دیں جس کا بنیادی مقصد دنیا میں مستقل اشاعت اسلام۔ خدمت قرآن اور غلبہ اسلام بر ادیان باطلہ کا انتظام و انصرام اور اس کے لئے ایک مستقل اور فعال جماعت کی تاسیس تھا چنانچہ آپ نے اس کے متعلق فرمایا

"اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی۔" (الوصیت)

پھر حضور کی دوررس فراست صالحہ نے اس قبرستان میں دفن ہونے کے لئے اخلاقی پابندیوں کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔

(۴)

اخلاقی ضابطہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریک "الوصیت" کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو دراصل یہ قربانی آیت کریمہ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین کے عین مطابق ہے یہ وصیت جہاں مالی کی قربانی ہے جس کے ذریعہ یہ مستقل اور دائمی پروگرام قائم ہے۔

وہاں اس کام کے لئے ایسے اشخاص کی ضرورت تھی جو روحانیت اور اخلاق میں نمونہ کی حیثیت رکھتے ہوں اور اپنے اوپر انہوں نے ایک خاص کیفیت وارد کر لی ہو حضرت اقدس اس قبرستان کے بنیادی مقصد کو یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔"

مندرجہ بالا ایمان افروز تحریر سے صاف عیاں ہے کہ حضور کا مقصد دراصل اس "الوصیت" سے جماعت کو روحانیت تقویٰ۔ فدائیت۔ اخلاص وفاداری اور پاک تبدیلی کے اعلیٰ مقام پر پہنچانا ہے۔ کیونکہ جب یہ اوصاف پیدا ہو جائیں۔ تو مالی قربانی کی روح خود بخود نفس انسانی میں پیدا ہو جاتی ہے اور نفس امارہ اور نفس لوامہ کو کچل کر نفس مطمئنہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ وصیت دراصل اخلاقی اور مالی ضابطہ ہے جو تزکیہ نفوس کے لئے بہترین وسیلہ ہے اور اس اخلاق سے دنیا میں اسلام کی فتح ہوگی اور اس [illegible] کے ذریعہ [illegible] کے لئے تعمیری انقلاب کی مہم جاری کرنی مقصود ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"پس اے دوستو! دنیا کا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ روز ویلٹ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں پر نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھ دی گئی ہے" (نظام نو)

(۵)

نظام نو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات کی خبر کے پیش نظر جماعت کے سامنے اخلاقی روحانی اور مالی پروگرام پیش فرمایا جس کے ذریعہ اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کرنے مقصود تھے۔ یہ وصیت دراصل غلبہ اسلام کا مستقل اور آسمانی منصوبہ ہے اور مبارک ہیں وہ دوست جو کہ اس زمانہ کے مامور کی مبارک آواز پر لبیک کہتے ہوئے "الوصیت" کو عملی جامہ پہناتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور اشاعت اسلام کا باعث ہوتے ہیں۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک الفاظ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

"پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تاکہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور اسلام کا جھنڈا لہرانے لگے۔"

خاکسار شیخ نور احمد منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ

درخواست دعا

میرے عزیز دوست اور مخلص احمدی نوجوان پروفیسر قاضی محمد برکت اللہ صاحب ایم اے گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر سے فارغ ہو کر بذریعہ ہوائی جہاز لندن روانہ ہو رہے ہیں درویشان قادیان و احباب جماعت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ہر رنگ میں ان کا حافظ و ناصر ہو اور دینی و دنیوی ترقیات عطا کرے۔

خاکسار عبدالمجید احمد ایڈووکیٹ اینڈ ٹیکس ایڈوائزر
میرپور آزاد کشمیر

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

جماعت احمدیہ یادگیر کا جلسہ سالانہ۔ جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام

(مکرم محمد الیاس صاحب سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر جنوبی بھارت)

امسال یادگیر میں ۱۳، ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سالانہ جلسہ منعقد ہوا جلسہ کے جملہ انتظامات سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے سپرد تھے آپ نے باوجود علالت طبع جلسہ گاہ اور اسٹیج کی تیاری اور دیگر انتظامات کی نگرانی فرمائی۔

پہلا دن

۱۳ مارچ کی شب ۸ ½ بجے جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کا انعقاد ہوا اس جلسہ کی صدارت مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر مقامی نے فرمائی جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مولوی بشیر الدین صاحب مبلغ شاذ نگر نے فرمائی۔ آپ کے بعد عزیزم رفعت اللہ غوری صاحب بی کام نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ بعد ازاں صدر موصوف نے اپنی افتتاحی تقریر فرمائی جس میں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غائیت اور اس قسم کے جلسوں کے انعقاد کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے ان احباب کو جن کو ابھی تک جماعت احمدیہ میں داخل ہونیکی سعادت نہیں ملی یہ دعوت دی کہ وہ ہمارے ان جلسوں میں شریک ہوکر علماء کرام کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوں اور ان سے مل کر اپنے شکوک کا ازالہ کروائیں اور ہم سے لٹریچر حاصل کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کریں تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں اور ہم ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں اس طرح اشتراک عمل سے اسلام کی اشاعت کر سکیں۔

صدر محترم کی افتتاحی تقریر کے بعد مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور اسٹیٹ نے "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم" پر ایک مبسوط تقریر فرمائی جس میں آنحضرت صلعم کے پاکیزہ اسوۂ حسنہ کو اجاگر کیا جو ہر انسان کے لئے زندگی کے ہر دور میں مشعل راہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق فاضلہ اور محبت و شفقت علیٰ خلق اللہ کے مختلف واقعات کو بیان کرکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پہلو کو نمایاں طور پر پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ انچارج آندھرا پردیش نے "آسمانی پیغام" کے موضوع پر قریباً آدھ گھنٹہ اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس امر پر زور دیا کہ خدا تعالیٰ حی القیوم ہے اس کی صفات ازلی و ابدی ہیں وہ شروع سے ہی مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیاء مبعوث فرماتا رہا ہے اور ان کو اپنی وحی و الہام اور آسمانی پیغام سے نوازتا ہے چنانچہ اس سنت کے ماتحت اس پر آشوب زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مامور بناکر بھیجا جو مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ایک آسمانی پیغام لے کر آئے ہیں آپ نے بتایا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ وہ موعود مامور ہیں جن کی ظہور و بعثت کے متعلق جملہ مذاہب کے مذہبی صحیفوں میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں اس لئے احباب کو چاہیئے کہ وہ اس مامور ربانی کی آواز پر لبیک کہیں اور اس آسمانی پیغام کی قدر کریں تاکہ دین و دنیا میں ان کو فلاح حاصل ہو۔

مکرم چوہدری مبارک علی صاحب کی تقریر کے بعد عزیزم عبدالرشید صاحب گلبرگہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے فرمائی۔ آپ نے قومی یکجہتی کا مفہوم اور اس کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے دس باتیں بیان کیں۔ آپ نے ان امور کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قومی اتحاد اور یکجہتی کے لئے ہمیں عملی قدم اٹھانا چاہیئے یہ باتیں جن سے قومی اتحاد اور یکجہتی کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ ہم تمام کو ان پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

دوسرا دن

رات کے ۸ ½ بجے جلسہ شروع ہوا اس اجلاس کی صدارت مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور اسٹیٹ نے فرمائی جس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے عنوان پر مولوی محمد عمر صاحب حیدرآباد کی ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر قرآن کریم اور حدیث اور حالات زمانہ اور یاجوج ماجوج کے ظہور سے استدلال کیا۔ آپ کی اس فاضلانہ تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر الدین صاحب مبلغ شاذ نگر "وفات مسیح" کے عنوان پر اظہار خیال فرمایا۔ آپ نے پندرہ منٹ کے اندر اچھے پیرایہ میں قرآن کریم اور حدیث اور اقوال آئمہ سے وفات مسیح پر استدلال کیا۔

آپ کے بعد مکرم مولانا سمیع اللہ صاحب قیصر مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن کمیٹی کو اس اسٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی۔ آپ کی تقریر تھی "موجودہ زمانہ کی مشکلات کا حل" آپ نے زمانہ کی سیاسی اقتصادی مذہبی اخلاقی اور کئی دوسری مشکلات کا ذکر کیا۔ پھر ایک موعود اقوام عالم کا انتظار اور اس کے ظاہر ہونے کی وجہ سے مذہبی سماجوں میں جو ایک مشکل پیدا ہوگئی ہے۔ اس پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی اس کے بعد بتایا کہ تمام مذہبی اقوام میں موجود مسائل کا ایک ہی حل ہے اور وہ اس زمانہ کے ایک نجات دہندہ کا ظہور ہے قادیان کی مقدس زمین میں وہ تمام اقوام کے منتظر ظاہر ہو گئے ہیں اس لئے تمام لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ ان کے دامن سے وابستہ ہوں۔ آپ کی ولولہ انگیز تقریر کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر اظہار خیالات کو تشریف لائے۔ آپ نے بھی پہلے زمانہ کی چند مشکلات کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا۔ پھر اسلام نے جو ان مشکلات کا حل پیش کیا ہے۔ ان پر نہایت مؤثر انداز میں روشنی ڈالی۔

محمد الیاس احمدی سیکرٹری دعوت و تبلیغ
جماعت احمدیہ یادگیر۔

معاصرین سے

اختلاف کو وجہِ نزاع بنانا معیوب ہے

(مولانا عبد الصمد صاحب صارم ازہری)

نوٹ:۔ ضروری نہیں کہ ادارہ ہر امر میں مضمون نگار سے متفق ہو۔

دنیا میں ہمیشہ سے اختلاف خیال رہا ہے اور رہتی دنیا تک رہیگا۔ اسے نہ کوئی طاقت مٹا سکتی ہے۔ اور نہ کوئی مذہب۔ کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے مشیت الٰہی اس طرح ہے کہ اختلاف رہے، فطرت کے تقاضے کو کون مٹا سکتا ہے۔

اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے
اگر اختلافات نہ ہوں تو دنیا بے لذت ہو جائے۔
جنگ و جدل اور کشاکش ہی سے زندگی کی ہماہمی قائم ہے ورنہ زندگی پر موت کا سا سکون چھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مختلف صورتیں بنائی ہیں ایک کی شکل دوسرے سے نہیں ملتی دراصل یہی اختلاف خیال کے اختلاف کی بنیاد ہے جیسی صورت ویسی ہی سیرت، جیسا دماغ ویسے ہی خیالات اور جیسا دل ویسے ہی وساوس و اوہام ہر شخص کی طبیعت جدا، کوئی کسی چیز کو پسند کرتا ہے کوئی کسی کو تو خیالات کیسے مختلف نہ ہوں۔ ان دماغی و قلبی اختلافات کی وجہ سے اور کچھ ماحول کے اثر سے۔ کوئی آدمی کسی مذہب کو پسند کرتا ہے تو کوئی کسی کو پھر تعلیم کا اثر اس پر سوا ہے وہ بھی کچھ نہ کچھ اثر رکھتی ہے۔ جس نے جیسی کتابیں پڑھیں اس کے ویسے ہی خیالات ہوتے۔ جو جیسے ماحول میں بیٹھا اس سے کسی نہ کسی حد تک ضرور متاثر ہوا۔ خاندانی اثرات اور خون کے رشتے بھی خیالات پر اثر انداز ہوتے ہیں اور خون کی بھی اللہ تعالیٰ نے ان گنت قسمیں بنائی ہیں۔ جس کی رگوں میں جیسا خون دوڑتا ہے وہ ویسی ہی حرکتیں کرتا ہے۔ غدودوں کا چھوٹا بڑا ہونا اور ان کا اختلاف بھی طبائع پر اثر ڈالتا ہے۔ الغرض بہت سی مختلف چیزیں ایک انسان کے خیالات کو بناتی ہیں اور یہ تمام چیزیں کبھی دو شخصوں میں ایک جیسی نہیں ہو سکتیں تو خیالات کیسے ایک جیسے ہو جائیں۔

جب فطرت انسانی یہ ٹھہری تو انسان کی یہ کوشش احمقانہ ہے کہ وہ تمام دنیا کو ایک خیال پر مجتمع کرنا چاہیئے ہاں ہم اپنی کوششوں سے چند ایک انسانوں کو کسی نہ کسی سیاسی مذہب یا روحانی مذہب پر متحد کر سکتے ہیں کیونکہ بعض طبائع ایک دوسرے سے کچھ قریب ہوتی ہیں مگر یہ بات جنون شمار ہوگی اگر ہم یہ چاہیں کہ تمام دنیا کا ایک ہی مذہب ہو جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جب ایسا کبھی نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے تو یہ بھی جنون ہے۔ کہ ہم ایک انسان سے صرف اس لئے بہیمانہ برتاؤ کریں کہ وہ ہمارا ہم خیال یا ہمارا ہم مذہب نہیں ہے اس جنون میں عام طور سے مذہبی لوگ مبتلا ہوتے ہیں اور یہ بات کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی۔ نہ کوئی مذہب اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ البتہ بعض احکامات بعض مذاہب میں ہمیں اس کے خلاف ملتے ہیں سو وہ دراصل اس ماحول کی پیداوار تھے کیونکہ غیر مذاہب والے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ جیسے کو تیسا اگر یہ نہ کرتے تو اور کیا کرتے۔ تلوار کا جواب تلوار اور زبان کا زبان سے نہ دیتے تو حق کی اشاعت کیسے ہوتی اور اپنے ہم مذہب کیسے زندہ سلامت رہتے۔

تعصب مذہب کا لازمہ ہے یہ اس سے کسی طرح جدا ہی نہیں ہو سکتا اور کوئی انسان اپنے مذہب کو نہیں چھوڑنا چاہتا تو پھر دوسرے سے کیوں تقاضا کرتا ہے۔ کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے اور اگر یہ تقاضا کسی حد تک درست بھی ہو تو یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے مذہب کے نہ ماننے والوں کا صرف اس بنا پر خون بہائیں کہ وہ ہمارے ہم مذہب کیوں نہیں ہیں یہ بات روح مذہب کے سراسر خلاف ہے کیونکہ مذہب انسان کو انسان سے دور کرنے کے لئے نہیں آئے اور دنیا میں امن پھیلانے کے لئے آئے ہیں۔ فساد مچانے کے لئے نہیں آئے حق و صداقت۔ امانت کو پھیلانے آئے ہیں۔ لوٹ کھسوٹ عام کرنے کے لئے نہیں آئے۔

اب میں اپنے اصل مقصد کی طرف آتا ہوں جس کے لئے میں نے اس عنوان پر قلم اٹھایا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو آپس میں لڑنا جھگڑنا نہیں چاہیئے۔ اختلاف خیال یا اختلاف مسلک کی بنا پر ایک دوسرے کو مارنا پیٹنا کسی کی آبرو پر حملہ کرنا بری بات ہے یہ روح اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام سلم یعنی صلح سے بنا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن انہ لکم عدو مبین

اے ایمان والو! سب کے سب صلح میں شریک ہو جاؤ شیطان کا اتباع نہ کرو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ——!

مطلب یہ کہ فساد مچانا شیطان کا کام ہے اور وہ تم لوگوں کو آپس میں لڑاتا ہے۔ شیطان کو خوش نہ کرو اور اس کا اتباع نہ کرو۔ اگر تم آپس میں لڑے تو تم نے شیطان کے مقصد کو پورا کر دیا۔

وہ لوگ جو ایک خدا ایک کتاب اور ایک رسول کو مانتے ہیں۔ انہیں اور کیا چاہیئے کیا ہر ہر بات اور ہر ہر شوشے اور ہر ہر نقطے میں اتحاد چاہتے ہیں۔

پاکستان اور بیرونی ممالک کی بعض اہم خبروں کا خلاصہ

● لندن۔ یکم اپریل۔ یہاں موصول ہونے والی خبروں کے مطابق بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو کی صحت روز بروز گرتی جارہی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹروں کے اصرار کے باوجود گلے کا اپریشن کرانے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ درد گردہ کے مریض بھی ہیں۔ پنڈت نہرو کی بیماری پر بھارت کے سیاسی حلقوں میں گہری تشویش ظاہر کی جارہی ہے ان کی جانشینی کا مسئلہ بھی سنگین ہو گیا ہے اور کانگرسی لیڈروں میں کشمکش نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ سیاسی مبصروں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ پنڈت نہرو کی اچانک موت سے کانگرس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

● گوئٹے مالا سٹی (گوئٹے مالا) یکم اپریل۔ جمہوریہ گوئٹے مالا میں فوج نے صدر امیگل ڈائیگوراس کو معزول کر کے عنان حکومت سنبھال لی ہے۔ انقلابیوں نے آئین معطل کر دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ جب تک حالات پر امن نہیں ہو جاتے اس وقت تک آئین بحال نہیں کیا جائے گا۔ فوج نے وزیر دفاع کرنل رالٹا ازدویا کو نیا صدر نامزد کیا ہے امید ہے کہ وہ عنقریب نئی حکومت بنا لیں گے۔

● نئی دہلی۔ یکم اپریل۔ بھارت کو عنقریب ادھار پٹہ کی صورت میں امریکہ سے فوجی امداد مل جائے گی یہ امداد طیاروں اور بھارتیوں کو ان کے چلانے کی تربیت کی شکل میں ہو گی۔ یہاں موصولہ اطلاعات کے مطابق یہ امداد بارہ کروڑ ڈالر کی اس امداد سے علاوہ ہو گی جو قبل ازیں امریکہ اور برطانیہ دے چکے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ امریکہ مشترکہ فوجی مشن کی رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد بھارتی افواج کو جدید ترین بنانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن وہ بھارتی فضائیہ کو آواز سے تیز رفتار طیاروں سے لیس کرنے کے پروگرام کے بارے میں ابھی پس و پیش کر رہا ہے۔ یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ہے کہ بھارت کو کس قدر فوجی امداد ملے گی۔ لیکن معتبر ذرائع کے بیان کے مطابق بھارت کو امریکہ سے پندرہ کروڑ ڈالر سے کم امداد نہیں ملے گی۔ اس میں وہ امداد شامل نہیں جو امریکہ اب تک بھارت کو دے چکا ہے اگر دولت مشترکہ کے ممالک نے اپنی فوجی امداد دگنی کر دی جیسا کہ امریکہ چاہتا ہے، تو بھارت کو فوجی امداد کی مقدار بیالیس کروڑ ڈالر ہو جائے گی۔

● کراچی۔ یکم اپریل۔ وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب نے کل صبح یہاں ایسٹ وہارف کیماڑی میں اوشن انڈسٹریز کے فیکٹری جہاز ایس ایس "ماہیا" کی رسم افتتاح انجام دی وزیر خزانہ نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے اس منصوبہ میں گہری دلچسپی ظاہر کی ہے۔ آپ نے کہا انجانی دنیا کا سفر نئے نئے سمندروں میں جہاز رانی اور کوئی ایسا کام کرنا جو پہلے کبھی نہ کیا گیا ہو۔ اسلامی سیرت کے عین مطابق ہے اوشن انڈسٹریز کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین مسٹر جمشید مار نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم اس جہاز کی مدد سے دو کروڑ روپیہ سالانہ زر مبادلہ کمانا چاہتے ہیں۔ اس جہاز میں جھینگا مچھلی کو پیک کرنے کی مشینیں لگائی جائیں گی۔ اس کے کولڈ سٹوریج میں چار سو ٹن مچھلی رکھی جا سکے گی۔ زر مبادلہ جھینگا مچھلی کی برآمد سے کمایا جائے گا۔

● لندن۔ یکم اپریل۔ عمان ریڈیو نے اطلاع دی ہے کہ شاہ حسین نے ایک فرمان کے ذریعے اردنی پارلیمنٹ کے عام اجلاس میں دو مہینے کی توسیع کر دی ہے۔ توسیع کی درخواست اردن کے وزیر اعظم سمیر الرفاعی نے کی ہے۔ مسٹر رفاعی نے گزشتہ بدھ کو مسٹر وصفی کی جگہ نئی کابینہ بنائی ہے۔ نئے وزیر اعظم مغربی ملکوں کے زبردست حامی ہیں۔ اور انہیں شاہ حسین کا وفادار قرار دیا جاتا ہے۔

● برسلز۔ یکم اپریل۔ سائنس سٹی بلجیم میں کل صبح ایک تین منزلہ ہوٹل آتشزدگی کے حادثہ میں جل کر تباہ ہو گیا۔ آتشزدگی کے اس حادثہ میں نو افراد ہلاک ہو گئے۔ آگ لگنے کی وجہ بجلی کے تاروں میں خرابی بیان کی جاتی ہے۔ ہلاک ہونے والوں میں ہوٹل منیجر کے کنبہ کے تین افراد بھی شامل ہیں۔ ایک باون سالہ ٹریولنگ ایجنٹ جو ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا کمرے کی کھڑکی سے چھلانگ لگاتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔

● کراچی۔ یکم اپریل۔ کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے گزشتہ شب یہاں خیال ظاہر کیا کہ متعلقہ حکام اور طالب علموں میں باہمی تعاون اور بات چیت کے ذریعے طلباء کے مسائل حل ہو سکتے ہیں آپ نے کہا کہ ہڑتالیں ان مسائل کا کوئی حل نہیں ہیں۔ ڈاکٹر قریشی یونیورسٹی کی سالانہ تقریب میں یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے عہدہ داروں کے سپاسنامہ کا جواب دے رہے تھے۔

● کراچی۔ یکم اپریل۔ پاکستانی قوم انگریزوں کے بعد سب سے زیادہ چائے پیتی ہے ایک ماہنامے کے اندازے کے مطابق ہر پاکستانی ہفتے میں اوسطاً اکیس پیالی چائے پیتا ہے برطانیہ میں ہفتہ وار فی کس اوسط چھتیس پیالیاں ہیں۔ سب سے کم چائے یورپی ملکوں میں پی جاتی ہے جہاں فی کس اوسط صرف ایک پیالی ہے۔

● ڈھاکہ۔ یکم اپریل۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے مشرقی پاکستان میں تھوڑے اور درمیانہ عرصہ کے قرضوں میں توسیع اور امداد باہمی کی ترقی کیلئے ایک سکیم کا اعلان کیا ہے جس پر ۵ کروڑ روپیہ صرف ہو گا۔ یہ سکیم بنک کے زرعی قرضہ کے ادارہ نے تیار کی ہے۔

● آگرہ۔ یکم اپریل۔ گزشتہ روز ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے تحت یہاں ۱۹ دکانداروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے اشیاء کی قیمتوں کی فہرست اپنی دکانوں میں آویزاں نہیں کی تھی اور ناجائز منافع خوری کرتے پائے گئے۔ فیروز آباد سے بھی پندرہ دکاندار اسی الزام میں پکڑے گئے۔

● کوئٹہ یکم اپریل۔ کوئٹہ کے گردونواح میں برفباری سے گندم کی فصلوں اور پھلدار پودوں کو نقصان پہنچا ہے۔

● راولپنڈی یکم اپریل۔ گزشتہ ماہ کے دوران پورے ملک میں ٹیلیفونوں کی تعداد ۵۱۰۱۰۹ تھی۔ جبکہ گزشتہ سال اسی موسم ۹۹۹۰۴ ٹیلیفون تھے معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ ماہ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ نے مشرقی پاکستان میں دو نئے ٹیلیفون ایکسچینج قائم کئے۔

● حیدرآباد یکم اپریل۔ آئندہ ستمبر میں ڈھاکہ میں برآمد کنندگان کا ایک کل پاکستان کنونشن منعقد ہو گا۔ جس کا اہتمام ایوان صنعت کی فیڈریشن کرے گی۔ کنونشن میں صنعت و حرفت کے سرکاری افسر بھی شرکت کریں گے۔

● ڈھاکہ یکم اپریل۔ قومی اسمبلی کے اجلاس میں وقفہ سوالات کے دوران مرکزی وزیر صنعت مسٹر وحید الزمان نے انکشاف کیا کہ گزشتہ سال پاکستان میں ۲۷ لاکھ ۱۰ ہزار روپے مالیت کی شراب درآمد کی گئی جبکہ ۱۹۶۰ء میں ۹ لاکھ ۸ ہزار اور ۱۹۶۱ء میں ۱۳ لاکھ ۱۶ ہزار روپے کی شراب درآمد ہوئی۔ اس کے علاوہ پارلیمانی سیکرٹری وزارت صنعت سردار خضر حیات خان نے کہا ہے کہ حکومت نے تمام غیر ملکی اداروں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ ایک ہزار روپے ماہوار سے کم تنخواہ پانے والے ملازمین میں سو فی صد پاکستانی۔ ایک ہزار سے ڈھائی ہزار کے درمیان تنخواہ پانے والوں میں کم از کم ۷۵ فی صد پاکستانی اور ڈھائی ہزار سے زیادہ تنخواہ پانے والوں میں کم سے کم پچاس فی صد پاکستانی ملازم رکھیں۔

جماعت احمدیہ کی چوالیسویں مجلس مشاورت
مختصر روئیداد (بقیہ صفحہ ۵)

حضرت میاں صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں حضرت نواب محمد الدین صاحب مرحوم و مغفور کے صاحبزادے مکرم چوہدری محمد نقی صاحب کی صحت کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی جو کئی ماہ سے تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔

آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت کا ایک نہایت روح پرور اور ایمان افروز اقتباس پڑھ کر سنایا اور پھر فرمایا

آخر میں میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ جو باتیں یہاں کہی گئی ہیں انہیں دل میں جگہ دو۔ واپس جا کر اپنی اپنی جماعتوں میں انہیں پھیلاؤ۔ ان پر خود بھی عمل کرو اور دوسروں سے بھی عمل کروانے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

اس کے بعد حضرت میاں صاحب مدظلہ نے لمبی پُر سوز اجتماعی دعا کرائی اور اس طرح دو بجے بعد دوپہر جماعت احمدیہ کی چوالیسویں مجلس مشاورت بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

جلسہ یوم مسیح موعودؑ (بقیہ صفحہ اول)

برابر پوری ہوتی چلی آرہی ہے کہ آج اسلام بڑی تیز رفتاری سے دنیا میں پھیل رہا ہے اور اس طرح آپ کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ پوری دنیا پر چھاتا چلا جا رہا ہے۔

بعد ازاں آپ نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ بابرکت جلسہ دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد جملہ حاضرین نے محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کی اقتداء میں نماز عشاء ادا کی۔

درخواست دعا: میری اہلیہ کچھ عرصہ سے اعصابی درد دل کی وجہ سے بیمار چلی آرہی ہیں اب ایک ہفتہ سے دائیں ٹانگ میں شدید تکلیف کے باعث چلنا پھرنا بھی سخت دوبھر ہو گیا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے (ماسٹر) اللہ داد سیکرٹری مال محلہ دارالیمن ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵